

قرآن مجید اور ماحولیاتی بحران: موسمیاتی تبدیلی کے تناظر میں قرآنی تعلیمات کا تجزیاتی جائزہ

THE HOLY QUR'AN AND THE ENVIRONMENTAL CRISIS: AN ANALYTICAL STUDY OF QUR'ANIC TEACHINGS IN THE CONTEXT OF CLIMATE CHANGE

Fareeha Jamil

Lecturer Islamiyat, Department of Islamic Studies ,Govt College For Women Lahore
fareehajamil85@gmail.com

Dr. Faizullah

Ph.D.Islamia College University Peshawar ,Lecturer Islamic and Religious Studies
Department,Hazara University Mansehra Pakistan

Hafiz.faizullah2014@gmail.com

Muhammad Khalid Mehmood Javaid

Visiting Lecturer ,University of Layyah
kmjavid9777@gmail.com

Abstract

In the contemporary global context, the environmental crisis and climate change have emerged as complex and multidimensional challenges whose impacts are no longer confined to the natural environment but extend to economic systems, public health, social structures, and international politics. Rising global temperatures, irregular precipitation patterns, sea-level rise, rapid deforestation, and increasing air pollution collectively indicate a profound imbalance in humanity's relationship with nature. This scholarly study presents the Qur'an as a comprehensive environmental ethical framework that redefines the relationship between human beings and nature on the basis of responsibility, trusteeship (amanah), and moral accountability rather than mere utilitarian exploitation. Core Qur'anic concepts such as "Mizān" (cosmic balance), "Fasād fī al-Ard" (corruption on earth), "Khilāfah" (human stewardship), "Amanah" (trust), and "Isrāf and Tabdhīr" (wasteful consumption) collectively form the foundation of this ecological worldview. The central argument of this research is that the Qur'an does not present the universe as a purposeless material system but as a divinely designed, purposeful, and balanced order in which every component operates within a defined measure and wisdom. Within this system, human beings are not merely consumers but are appointed as vicegerents (khulafā') and trustees responsible for maintaining justice, balance, and moderation in the use of natural resources.

Drawing upon classical Qur'anic exegeses, particularly those of Imam al-Ṭabarī, Imam Ibn Kathīr, and Imam al-Qurṭubī, this study demonstrates that Qur'anic environmental teachings are not limited to spiritual or moral guidance but constitute a structured framework for environmental governance and ecological ethics. For instance, the concept of "Mizān" emphasizes the preservation of cosmic equilibrium, while "Fasād fī al-Ard" describes environmental degradation resulting from human actions. Furthermore, modern environmental issues such as industrial pollution, deforestation, water and air contamination, and loss of biodiversity are analyzed through Qur'anic principles, revealing that these crises stem primarily from human excess, imbalance, and unsustainable consumption patterns concepts explicitly addressed in the Qur'an as "Isrāf" (extravagance) and "Fasād" (corruption). In conclusion, this study argues that the environmental crisis is not merely a scientific or technical issue but also a profound ethical, religious, and civilizational challenge. Integrating Qur'anic principles of balance, stewardship, and trust into contemporary environmental policies and human behavior can provide a viable pathway toward ecological stability and sustainable development.

Keywords: Qur'an, Environmental Crisis, Climate Change, Islamic Environmental Ethics, Mizan, Fasad fi al-Ard, Khilafah, Amanah, Sustainability, Islamic Environmental Policy, Natural Resource Management, Environmental Degradation, Sustainable Development, Islamic Ecology, Environmental Governance.

موجودہ عالمی منظر نامے میں ماحولیاتی بحران اور موسمیاتی تبدیلی ایک ایسے پیچیدہ اور کثیر الجہتی مسئلے کے طور پر سامنے آئے ہیں جن کے اثرات صرف قدرتی ماحول تک محدود نہیں رہے بلکہ انسانی معیشت، صحت، سماجی ڈھانچے اور عالمی سیاست تک پھیل چکے ہیں۔ درجہ حرارت میں غیر معمولی اضافہ، بارشوں کے غیر متوازن نظام، سمندری سطح میں اضافہ، جنگلات کی تیزی سے کمی اور فضائی آلودگی جیسے عوامل اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ انسان نے فطرت کے ساتھ اپنے تعلق میں

ایک گہرا عدم توازن پیدا کر لیا ہے۔ اس علمی و تحقیقی مطالعے میں قرآن مجید کو ایک ہمہ گیر ماحولیاتی فکری نظام کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو انسان اور فطرت کے درمیان تعلق کو محض استعمال کے بجائے ذمہ داری، امانت اور اخلاقی جواب دہی کے اصولوں پر استوار کرتا ہے۔ قرآن کے بنیادی ماحولیاتی تصورات جیسے "میزان" (کائناتی توازن)، "فساد فی الارض" (زمین میں بگاڑ)، "خلافتِ انسانی" (انسانی ذمہ داری)، "امانت" (اعتماد و سپردگی) اور "اسراف و تبذیر" (غیر متوازن استعمال) اس پورے فکری نظام کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔

قرآن مجید کائنات کو ایک بے مقصد مادی نظام کے طور پر نہیں دیکھتا بلکہ اسے ایک بامقصد، متوازن اور منظم تخلیقی نظام قرار دیتا ہے، جس میں ہر عنصر ایک متعین حکمت اور مقصد کے تحت کام کر رہا ہے۔ انسان کو اس نظام میں محض ایک صارف نہیں بلکہ خلیفہ اور امین کی حیثیت سے متعین کیا گیا ہے، جس پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ زمین کے وسائل کو عدل، اعتدال اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرے۔ اس مطالعے میں کلاسیکی اسلامی تفاسیر، خصوصاً امام طبری، امام ابن کثیر اور امام قرطبی کے تفسیری افکار سے استفادہ کرتے ہوئے یہ واضح کیا گیا ہے کہ قرآن مجید کے ماحولیاتی تصورات محض روحانی یا اخلاقی تعلیمات تک محدود نہیں بلکہ عملی، معاشرتی اور ماحولیاتی نظم کے لیے ایک مکمل فکری ڈھانچہ فراہم کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر "میزان" کا تصور کائناتی توازن کو برقرار رکھنے کی طرف اشارہ کرتا ہے، جبکہ "فساد فی الارض" انسانی اعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والے ماحولیاتی انحطاط کو بیان کرتا ہے۔

صنعتی آلودگی، جنگلات کی کٹائی، پانی و ہوا کی آلودگی، اور حیاتیاتی تنوع میں کمی جیسے جدید ماحولیاتی مسائل کو قرآنی اصولوں کی روشنی میں تجزیاتی انداز سے سمجھنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس تحقیق سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ تمام مسائل دراصل انسانی رویوں میں موجود عدم اعتدال، حد سے تجاوز اور وسائل کے غیر ذمہ دارانہ استعمال کا نتیجہ ہیں، جسے قرآن "اسراف" اور "فساد" کے عنوان سے بیان کرتا ہے۔ ماحولیاتی بحران محض ایک سائنسی یا تکنیکی مسئلہ نہیں بلکہ ایک گہرا اخلاقی، دینی اور تہذیبی مسئلہ بھی ہے۔ اگر انسانی معاشرہ قرآن کے پیش کردہ اصول توازن، ذمہ داری اور امانت کو اپنی اجتماعی پالیسیوں اور انفرادی رویوں میں شامل کر لے تو ماحولیاتی استحکام اور پائیدار ترقی کا حصول ممکن ہو سکتا ہے۔

قرآن مجید میں ماحولیات کا بنیادی تصور

قرآن مجید میں کائنات کا تصور آیات

قرآن مجید میں کائنات کو ایک جامد یا محض طبیعی نظام کے طور پر نہیں بلکہ ایک بامقصد، بامعنی اور الہی نشانیوں (آیات) پر مشتمل نظام کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یہ تصور اسلامی فکری کائنات کو "مقدس نظم تخلیق" کی حیثیت دیتا ہے۔ اس تناظر میں انسان کا فریضہ محض مشاہدہ نہیں بلکہ تفکر، تدبر اور حفاظت ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اس قرآنی تصور آیات سے انحراف کرتے ہوئے کائنات کو محض وسائل استعمال تک محدود کر دیتا ہے۔

سُنُّرِبِهِمْ آيَاتِنَا فِي الْاَفَاقِ وَفِي اَنْفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَنْبَيِّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ¹

"ہم عنقریب انہیں اپنی نشانیاں آفاق عالم میں بھی دکھائیں گے اور خود ان کے اپنے اندر بھی، یہاں تک کہ ان پر یہ

بات واضح ہو جائے گی کہ یہ (قرآن) حق ہے۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی قدرتِ کاملہ اور حکمتِ بالغہ کے ادراک کے لیے دو جہانوں میں نشانیاں رکھی ہیں: ایک خارجی کائنات اور دوسرا انسانی وجود۔ خارجی کائنات میں آسمانوں کی وسعت، زمین کا نظام، سورج و چاند کی گردش، موسموں کی تبدیلی اور حیاتیاتی تنوع شامل ہیں، جبکہ داخلی کائنات میں انسانی جسم کے حیرت انگیز نظامات، ذہنی و اعصابی ساخت اور تخلیقی شعور شامل ہے۔

یہ تصور اس بات کو واضح کرتا ہے کہ کائنات ایک اتفاقی یا بے مقصد نظام نہیں بلکہ ایک منظم الہی منصوبہ ہے جس میں ہر شے ایک متعین مقصد اور حکمت کے ساتھ وجود رکھتی ہے۔ ابن کثیر کے مطابق ان آیات کا بنیادی مقصد انسان کو معرفتِ الہی کی طرف متوجہ کرنا ہے تاکہ وہ یہ سمجھے کہ کائناتی نظام دراصل توحید کی عملی تفسیر ہے۔ ماحولیاتی تناظر میں اس آیت کی اہمیت اس وقت مزید واضح ہوتی ہے جب ہم جدید ماحولیاتی بحران کا جائزہ لیتے ہیں۔ صنعتی ترقی، غیر متوازن اقتصادی سرگرمیاں اور قدرتی وسائل کا بے دریغ استعمال دراصل اسی فکری انحراف کا نتیجہ ہیں جس میں انسان نے کائنات کو "آیاتِ الہی" کے بجائے "خام مال" سمجھ لیا۔ ابن کثیر کے فکری دائرے میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جب انسان کائناتی نظام میں موجود توازن کو توڑتا ہے تو وہ دراصل الہی حکمت کے خلاف عمل کرتا ہے، جس کا نتیجہ فساد فی الارض کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

¹ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1999ء، ج 4، ص 91۔

مزید بر آں، اس آیت کا اسلوب تدبر اور استدلال کی طرف رہنمائی کرتا ہے، جو جدید ماحولیاتی سائنس کے اس اصول سے ہم آہنگ ہے کہ فطری نظام ایک ہے جس میں کسی ایک عنصر کی خرابی پورے نظام کو متاثر کرتی ہے۔ ابن کثیر کے مطابق قرآن کائنات کو محض مشاہدے کی چیز نہیں بلکہ معرفت الہی کا ذریعہ قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید کائنات کو ایک مربوط، بامقصد اور الہی نشانیوں پر مشتمل نظام کے طور پر پیش کرتا ہے۔ امام ابن کثیر کی تفسیر کے مطابق یہ نظام انسان کو غور و فکر اور تدبر کی طرف متوجہ کرتا ہے، تاکہ وہ کائناتی توازن کو سمجھے اور اس کی حفاظت کرے۔ جدید ماحولیاتی بحران دراصل اسی فکری انحراف کا نتیجہ ہے جس میں انسان نے کائنات کو "آیات الہی" کے بجائے محض مادی وسائل سمجھ لیا۔ اس لیے قرآنی تصور آیات انسان کو ایک جامع اخلاقی اور ماحولیاتی شعور فراہم کرتا ہے جو موجودہ دور کے ماحولیاتی مسائل کے حل کی بنیاد بن سکتا ہے۔

نظام تخلیق میں توازن (میزان) کا قرآنی اصول

قرآن مجید میں کائناتی نظام کی بنیاد "توازن" (میزان) پر رکھی گئی ہے۔ یہ اصول محض اخلاقی ہدایت نہیں بلکہ ایک جامع کائناتی قانون ہے جو فطرت، ماحول، معیشت اور انسانی رویوں سب کو محیط ہے۔ قرآن کے مطابق کائنات ایک ایسے دقیق نظام پر قائم ہے جس میں ہر عنصر ایک متعین حد اور تناسب کے ساتھ موجود ہے، اور اس توازن میں کسی بھی قسم کی زیادتی یا کمی فساد کا سبب بنتی ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی الہی میزان سے انحراف کا نتیجہ ہے۔

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ ۚ
أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ ۚ²

"اور اس نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کیا، تاکہ تم میزان میں تجاوز نہ کرو۔"

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو ایک انتہائی منظم اور متوازن نظام پر قائم فرمایا ہے جس میں ہر شے اپنے مقررہ حدود کے اندر کام کرتی ہے۔ "میزان" سے مراد صرف ترازو نہیں بلکہ وہ ہمہ گیر اصولِ عدل اور توازن ہے جو پوری کائناتی ساخت کو منظم رکھتا ہے۔

امام طبری کے مطابق اس آیت میں انسان کو واضح طور پر اس بات سے روکا گیا ہے کہ وہ کائناتی توازن میں کسی بھی قسم کی زیادتی یا کمی کرے۔ یہ ممانعت صرف اخلاقی یا سماجی معاملات تک محدود نہیں بلکہ قدرتی نظام پر بھی لاگو ہوتی ہے، کیونکہ فطرت کا ہر نظام ایک نازک توازن پر قائم ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ تصور انتہائی اہمیت رکھتا ہے۔ زمین کا درجہ حرارت، پانی کا چکر، ہوا کی گردش اور حیاتیاتی تنوع سب ایک متوازن نظام کے تحت کام کرتے ہیں۔ جب انسان اس میزان کو صنعتی آلودگی، غیر ضروری اخراجات اور وسائل کے بے دریغ استعمال کے ذریعے توڑتا ہے تو اس کے نتیجے میں ماحولیاتی بحران، موسمیاتی تبدیلی اور قدرتی آفات جنم لیتی ہیں۔ اس طرح "تجاوز فی المیزان" محض اخلاقی غلطی نہیں بلکہ ایک ماحولیاتی فساد بن جاتا ہے۔ امام طبری کے مطابق میزان ایک ایسا کائناتی اصول ہے جس کی خلاف ورزی پورے نظامِ فطرت کو فساد سے دوچار کر دیتی ہے۔

قرآن مجید کا اصولِ میزان ایک جامع کائناتی قانون ہے جو فطرت کے ہر پہلو میں توازن کو لازم قرار دیتا ہے۔ امام طبری کی تفسیر کے مطابق انسان کو اس توازن کی حفاظت کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران دراصل اسی الہی میزان سے انحراف کا نتیجہ ہے، اور اس کا حل بھی اسی اصول کی طرف واپسی میں مضمر ہے، یعنی قدرتی وسائل کا متوازن اور ذمہ دارانہ استعمال۔

انسان کا مقام بطور خلیفۃ الارض

قرآن مجید میں انسان کو زمین پر محض ایک مادی وجود یا حیاتیاتی مخلوق کے طور پر نہیں بلکہ "خلیفہ" کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے۔ خلافت کا یہ تصور ایک عظیم ذمہ داری، اخلاقی جواب دہی اور ماحولیاتی امانت کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس نظریے کے مطابق انسان زمین کا مالک نہیں بلکہ اس کا امین ہے، جسے کائناتی نظام کی حفاظت، توازن اور اصلاح کی ذمہ داری سونپی گئی ہے۔ موجودہ ماحولیاتی بحران اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اپنے منصبِ خلافت کو ملکیت اور استحصال میں بدل دیتا ہے۔

وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً³

"اور جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا: میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں۔"

² طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الکتب الحدیثہ، قاہرہ، مصر، 2001ء، ج 23، ص 148

³ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الکتب الحدیثہ، قاہرہ، مصر، 2001ء، ج 1، ص 192

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "خلیفہ" سے مراد وہ مخلوق ہے جو زمین میں اللہ کے احکام کو نافذ کرنے، عدل قائم کرنے اور نظام حیات کو درست رکھنے کی ذمہ دار ہے۔ ان کے مطابق انسان کو یہ منصب اس لیے دیا گیا تھا کہ وہ زمین میں فساد نہیں بلکہ اصلاح کا ذریعہ بنے۔ امام طبری مزید وضاحت کرتے ہیں کہ خلافت ایک اعزازی منصب ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بھاری ذمہ داری بھی ہے، جس میں انسان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ زمین کے وسائل کو عدل، حکمت اور اعتدال کے ساتھ استعمال کرے۔ اس تصور کے مطابق انسان زمین کا حاکم نہیں بلکہ ایک نگران ہے جو اللہ کی طرف سے عطا کردہ امانت کا ذمہ دار ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ آیت نہایت اہم اصول فراہم کرتی ہے۔ جدید دور میں جب انسان نے صنعتی ترقی اور معاشی مفادات کی خاطر زمین کے وسائل کو بے دریغ استعمال کیا تو اس نے دراصل اپنے منصب خلافت سے انحراف کیا۔ جنگلات کی کٹائی، آلودگی میں اضافہ، اور حیاتیاتی تنوع کی تباہی اسی فکری انحراف کا نتیجہ ہے۔ یوں قرآن کا تصور خلافت انسان کو یہ شعور دیتا ہے کہ ماحولیاتی نظام کی حفاظت اس کی دینی، اخلاقی اور وجودی ذمہ داری ہے۔ امام طبری کے مطابق خلافت انسان کو زمین کا مالک نہیں بلکہ اللہ کا ذمہ دار نگران بناتی ہے۔

قرآن مجید کا تصور خلافت انسان کو زمین کا حقیقی مالک نہیں بلکہ ایک ذمہ دار نگران کے طور پر متعین کرتا ہے۔ امام طبری کی تفسیر کے مطابق یہ منصب اصلاح، عدل اور نظم قائم کرنے کے لیے دیا گیا ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اس خلافت کو ملکیت اور استحصال میں بدل دیتا ہے۔ لہذا قرآن کا تصور خلافت موجودہ دور میں ماحولیاتی اخلاقیات اور پائیدار ترقی کی بنیادی فکری اساس فراہم کرتا ہے۔

امانت الہی اور ماحولیاتی ذمہ داری

قرآن مجید میں انسانی ذمہ داری کو محض سماجی یا اخلاقی دائرے تک محدود نہیں کیا گیا بلکہ اسے "امانت" کے جامع تصور سے تعبیر کیا گیا ہے۔ امانت کا یہ مفہوم انسان کو اس بات کا شعور دیتا ہے کہ زمین، اس کے وسائل اور اس میں موجود تمام ماحولیاتی نظام ایک الہی سپردگی ہیں جن کی حفاظت انسان پر لازم ہے۔ یہ تصور انسان کو مالک نہیں بلکہ امین قرار دیتا ہے، اور اس امانت کی خلاف ورزی کو اخلاقی و روحانی انحراف کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی فساد کا سبب بھی قرار دیتا ہے۔

إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْجِبَالِ فَأَبَيْنَ أَنْ يَحْمِلْنَهَا وَأَشْفَقْنَ مِنْهَا
وَحَمَلَهَا الْإِنْسَانُ⁴

"بے شک ہم نے امانت کو آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کے سامنے پیش کیا تو انہوں نے اسے اٹھانے سے انکار کیا اور

اس سے ڈر گئے، اور انسان نے اسے اٹھالیا۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "امانت" سے مراد وہ تمام شرعی، اخلاقی اور ذمہ داری پر مبنی فرائض ہیں جو انسان کے سپرد کیے گئے ہیں۔ ان کے مطابق یہ امانت محض عبادات یا حقوق العبادت تک محدود نہیں بلکہ کائناتی نظم کی حفاظت اور اس کے توازن کو برقرار رکھنا بھی اس میں شامل ہے۔ امام قرطبی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ آسمانوں، زمین اور پہاڑوں کا امانت سے انکار ان کی فطری عظمت اور خوف الہی کی علامت ہے، جبکہ انسان کا اسے قبول کرنا اس کے اختیار اور ذمہ داری کے بوجھ کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ انسان کو ایک ایسی مخلوق بنایا گیا ہے جو اخلاقی انتخاب اور اس کے نتائج کی جواب دہ ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ آیت نہایت گہرا مفہوم رکھتی ہے۔ زمین کے وسائل، قدرتی ذخائر، جنگلات، پانی، ہوا اور حیاتیاتی تنوع سب اس "امانت" کا حصہ ہیں۔ جب انسان ان وسائل کو بے احتیاطی، اسراف یا استحصال کے ساتھ استعمال کرتا ہے تو وہ دراصل اس امانت میں خیانت کا مرتکب ہوتا ہے۔ موجودہ ماحولیاتی بحران اسی امانت سے انحراف کا نتیجہ ہے جس میں انسان نے ذمہ دار نگران ہونے کے بجائے بے لگام صارف کا کردار اختیار کر لیا ہے۔

یوں یہ قرآنی تصور انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ ماحولیاتی تحفظ کوئی اختیاری عمل نہیں بلکہ ایک دینی، اخلاقی اور وجودی فریضہ ہے۔ امام قرطبی کے مطابق امانت وہ جامع ذمہ داری ہے جو انسان کو کائناتی نظام کا امین بناتی ہے نہ کہ اس کا بے قید مالک۔ قرآن مجید میں امانت کا تصور انسان کو ایک ہمہ گیر اخلاقی اور ماحولیاتی ذمہ داری کا حامل بناتا ہے۔ امام قرطبی کی تفسیر کے مطابق یہ امانت صرف عبادت تک محدود نہیں بلکہ کائناتی نظم اور ماحول کی حفاظت بھی اس کا حصہ ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان اس امانت کو نظر انداز کرتے ہوئے زمین کے وسائل کو بے دریغ استعمال کرتا ہے۔ لہذا قرآن کا تصور امانت ماحولیاتی اخلاقیات کی مضبوط ترین بنیاد فراہم کرتا ہے۔

4 قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، دارالکتب المصریہ، قاہرہ، مصر، 2003ء، ج 14، ص 253

فساد فی الارض اور ماحولیاتی انحطاط

فساد فی الارض کا قرآنی مفہوم اور اطلاق

قرآن مجید میں "فساد فی الارض" ایک جامع اصطلاح کے طور پر استعمال ہوا ہے جو صرف اخلاقی یا سماجی بگاڑ تک محدود نہیں بلکہ زمین کے پورے نظام حیات، عدل، توازن اور ماحولیات کی خرابی کو بھی اپنے اندر سمونے ہوئے ہے۔ اس تصور کے مطابق جب انسان زمین میں ظلم، اسراف، اور غیر متوازن تصرف اختیار کرتا ہے تو وہ محض سماجی جرم نہیں کرتا بلکہ کائناتی نظم کو متاثر کرتا ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران کو اسی قرآنی اصطلاح کے تناظر میں سمجھا جاسکتا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ⁵

"خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کے اعمال کی وجہ سے۔"

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "فسا" سے مراد ہر وہ خرابی ہے جو زمین کے نظام توازن اور انسانی زندگی کے نظام کو متاثر کرے۔ ان کے مطابق خشکی اور سمندر میں فساد کا ظہور انسان کے گناہوں، زیادتیوں اور قدرتی نظام میں غیر ذمہ دارانہ مداخلت کا نتیجہ ہے۔ امام طبری مزید وضاحت کرتے ہیں کہ یہ فساد محض اخلاقی گمراہی نہیں بلکہ عملی نتائج رکھنے والا ایک کائناتی انحطاط ہے، جس میں قحط، بیماریوں کا پھیلاؤ، اور وسائل کی کمی شامل ہیں۔ اس سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ انسانی اعمال براہ راست ماحولیاتی نظام پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ آیت جدید دور کے ان تمام مسائل کی طرف اشارہ کرتی ہے جنہیں آج "climate change"، "global warming" اور "environmental degradation" کہا جاتا ہے۔ صنعتی آلودگی، کاربن کے اخراج میں اضافہ، اور جنگلات کی بے دریغ کٹائی اسی فساد فی الارض کی جدید صورتیں ہیں۔ یوں قرآن کا یہ تصور واضح کرتا ہے کہ ماحولیات کا بگاڑ ایک اتفاقی عمل نہیں بلکہ انسانی اعمال کا نتیجہ ہے، اور اس کی ذمہ داری براہ راست انسان پر عائد ہوتی ہے۔ امام طبری کے مطابق فساد فی الارض وہ عملی بگاڑ ہے جو انسانی اعمال کے نتیجے میں زمین کے نظام توازن کو متاثر کرے۔

قرآن مجید میں فساد فی الارض ایک ہمہ گیر تصور ہے جو زمین کے اخلاقی، سماجی اور ماحولیاتی نظام کی خرابی کو ظاہر کرتا ہے۔ امام طبری کی تفسیر کے مطابق یہ فساد انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی قرآنی فساد کی جدید شکل ہے، جس کا حل انسانی رویوں میں اصلاح اور قدرتی نظام کے ساتھ ہم آہنگی اختیار کرنے میں مضمر ہے۔

انسانی اعمال اور ماحولیاتی بگاڑ کا تعلق

قرآن مجید انسانی اعمال اور کائناتی نظام کے درمیان ایک براہ راست تعلق قائم کرتا ہے۔ اس تصور کے مطابق زمین کا ماحولیاتی توازن انسانی اخلاقی اور عملی رویوں سے گہرا وابستہ ہے۔ جب انسان ظلم، اسراف اور غیر ذمہ دارانہ تصرف اختیار کرتا ہے تو اس کے اثرات صرف سماجی سطح تک محدود نہیں رہتے بلکہ وہ پورے ماحولیاتی نظام میں بگاڑ پیدا کرتے ہیں۔ قرآن کا یہ اصول جدید ماحولیاتی سائنس کے اس تصور سے ہم آہنگ ہے کہ انسانی سرگرمیاں ماحولیاتی تبدیلیوں کا بنیادی سبب ہیں۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ⁶

"خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کے اعمال کی وجہ سے۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ زمین اور سمندر میں ظاہر ہونے والا فساد انسان کے گناہوں اور نافرمانیوں کا نتیجہ ہے۔ ان کے مطابق جب انسان اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے تو اس کے اثرات صرف روحانی یا اخلاقی نہیں رہتے بلکہ وہ خارجی دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ امام ابن کثیر مزید وضاحت کرتے ہیں کہ بارشوں کی بے ترتیبی، فصلوں کی تباہی، قحط، اور وباؤں کا پھیلاؤ اسی انسانی بگاڑ کا حصہ ہیں جو کائناتی نظام کے توازن کو متاثر کرتا ہے۔ اس سے یہ اصول واضح ہوتا ہے کہ انسانی اعمال اور فطری ماحول کے درمیان ایک علت و معلول کا تعلق موجود ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ آیت جدید دور کے سائنسی مشاہدات سے ہم آہنگ ہے، جہاں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ صنعتی آلودگی، کاربن کے اخراج میں اضافہ، اور قدرتی وسائل کا غیر متوازن استعمال زمین کے درجہ حرارت، موسموں کے پیٹرن اور حیاتیاتی نظام پر براہ راست اثر ڈالتا ہے۔ اس طرح قرآن کا تصور یہ واضح کرتا ہے کہ

⁵ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الکتب الحدیثہ، قاہرہ، مصر، 2001ء، ج 21، ص 74

⁶ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1999ء، ج 3، ص 432

ماحولیاتی بگاڑ انسانی اعمال کا لازمی نتیجہ ہے، نہ کہ کوئی فطری حادثہ۔ امام ابن کثیر کے مطابق انسانی اعمال اور ماحولیاتی بگاڑ کے درمیان براہ راست علت و معلول کا تعلق پایا جاتا ہے۔

قرآن مجید انسانی اعمال اور ماحولیاتی نظام کے درمیان ایک مضبوط ربط قائم کرتا ہے۔ امام ابن کثیر کی تفسیر کے مطابق زمین میں پیدا ہونے والا فساد انسان کے اپنے افعال کا نتیجہ ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی اصول کی عملی توسیع ہے، جس میں انسانی سرگرمیاں قدرتی نظام کے توازن کو متاثر کر رہی ہیں۔ لہذا ماحولیاتی اصلاح کا آغاز انسانی اخلاقی اور عملی اصلاح سے ہوتا ہے۔

قدرتی وسائل کے استحصال کا قرآنی تناظر

قرآن مجید میں قدرتی وسائل کو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور امانت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جن کا استعمال عدل، توازن اور اعتدال کے ساتھ کیا جانا ضروری ہے۔ اس کے برعکس جب انسان ان وسائل کو غیر ضروری طور پر، حد سے زیادہ اور خود غرضانہ انداز میں استعمال کرتا ہے تو یہ رویہ "استحصال" کے زمرے میں آتا ہے، جو قرآنی تصورِ فساد اور اسراف سے ہم آہنگ ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران کی ایک بنیادی وجہ قدرتی وسائل کا بھی غیر متوازن استعمال ہے۔

وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ⁷

"اور اسراف نہ کرو، بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "اسراف" سے مراد ہر وہ عمل ہے جس میں انسان حدِ اعتدال سے تجاوز کرے، خواہ وہ کھانے پینے میں ہو، مال کے استعمال میں ہو یا قدرتی وسائل کے تصرف میں۔ ان کے مطابق یہ حکم صرف انفرادی اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ اجتماعی اور معاشی نظام پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ امام قرطبی مزید وضاحت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین کے وسائل سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہے، لیکن یہ اجازت غیر محدود نہیں بلکہ ایک متعین دائرے کے اندر ہے۔ جب انسان اس دائرے سے تجاوز کرتا ہے تو وہ نہ صرف اخلاقی طور پر غلط عمل کرتا ہے بلکہ زمین کے نظام میں فساد بھی پیدا کرتا ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ آیت قدرتی وسائل کے پائیدار استعمال کی بنیاد فراہم کرتی ہے۔ پانی، تیل، معدنیات، جنگلات اور حیاتیاتی وسائل سب محدود ہیں، اور ان کا بے دریغ استعمال ماحولیاتی عدم توازن کو جنم دیتا ہے۔ آج کے دور میں صنعتی ترقی اور صارفیت نے اس اسراف کو عالمی سطح پر بڑھا دیا ہے، جس کے نتیجے میں ماحولیاتی انحطاط، وسائل کی کمی اور موسمیاتی تبدیلی جیسے مسائل پیدا ہو رہے ہیں۔ امام قرطبی کے مطابق اسراف ہر اس عمل کو شامل ہے جو قدرتی یا معاشی وسائل کے استعمال میں حدِ اعتدال سے تجاوز کرے۔

قرآن مجید قدرتی وسائل کے استعمال میں اعتدال اور توازن کو بنیادی اصول کے طور پر پیش کرتا ہے۔ امام قرطبی کی تفسیر کے مطابق اسراف صرف انفرادی گناہ نہیں بلکہ اجتماعی اور ماحولیاتی فساد کا سبب بھی ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی غیر متوازن استعمال کا نتیجہ ہے، لہذا قدرتی وسائل کے تحفظ کے لیے قرآنی اصولِ اعتدال پر عمل ناگزیر ہے۔

موسمیاتی تبدیلی اور قرآنی رہنمائی

قدرتی نظام میں توازن اور اس کا انحراف

قرآن مجید کے مطابق کائنات ایک نہایت دقیق، مربوط اور متوازن نظام پر قائم ہے جس میں ہر عنصر ایک مقررہ انداز اور حد کے اندر کام کرتا ہے۔ اس نظام کو قرآن "میزان" سے تعبیر کرتا ہے۔ موسمیاتی تبدیلی دراصل اسی الہی توازن میں انسانی مداخلت اور بے اعتدالی کا نتیجہ ہے۔ جب قدرتی نظام کے اندر موجود توازن بگڑتا ہے تو اس کے اثرات پوری زمین کے ماحولیاتی ڈھانچے پر ظاہر ہوتے ہیں، جن میں درجہ حرارت میں اضافہ، موسموں کی بے ترتیبی اور قدرتی آفات کا بڑھنا شامل ہے۔

وَالسَّمَاءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيزَانَ أَلَّا تَطْغَوْا فِي الْمِيزَانِ⁸

"اور اسی نے آسمان کو بلند کیا اور میزان قائم کیا، تاکہ تم میزان میں تجاوز نہ کرو۔"

⁷ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1999ء، ج 3، ص 432

⁸ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تآویل آی القرآن، دار الکتب الحدیثہ، قاہرہ، مصر، 2001ء، ج 23، ص 148

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پوری کائنات کو ایک منظم اور متوازن نظام کے تحت قائم فرمایا ہے جس میں ہر چیز ایک مقررہ حد اور مقدار کے ساتھ موجود ہے۔ میزان سے مراد صرف وزن یا ترازو نہیں بلکہ وہ جامع کائناتی عدل ہے جو زمین و آسمان کے نظام کو متوازن رکھتا ہے۔ امام طبری کے مطابق "أَلَّا تَتَّعْوَا فِي الْمِيزَانِ" انسان کو اس بات سے منع کرتا ہے کہ وہ اس الہی توازن میں کسی بھی قسم کی زیادتی یا بگاڑ پیدا کرے۔ یہ حکم صرف اخلاقی یا معاشی معاملات تک محدود نہیں بلکہ فطری نظام پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ اصول واضح کرتا ہے کہ زمین کا درجہ حرارت، کاربن سائیکل، پانی کا نظام اور ہوا کا بہاؤ سب ایک نازک توازن پر قائم ہیں۔ جب انسان صنعتی سرگرمیوں، جنگلات کی کٹائی اور غیر ضروری اخراج کے ذریعے اس توازن کو متاثر کرتا ہے تو نتیجتاً موسمیاتی تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ اس طرح قرآن کا تصور میزان جدید ماحولیاتی سائنس کے اس اصول سے ہم آہنگ ہے کہ ecological systems ایک interconnected equilibrium پر قائم ہیں۔ امام طبری کے مطابق میزان ایک ایسا کائناتی قانون ہے جس میں کسی بھی قسم کی زیادتی پورے نظام فطرت کے بگاڑ کا سبب بنتی ہے۔

قرآن مجید کائناتی نظام کو ایک متوازن اور منظم ڈھانچے کے طور پر پیش کرتا ہے جس کی بنیاد "میزان" پر ہے۔ امام طبری کی تفسیر کے مطابق انسان کو اس توازن کی خلاف ورزی سے روکا گیا ہے۔ جدید موسمیاتی تبدیلی اسی قرآنی میزان سے انحراف کا نتیجہ ہے، لہذا ماحولیاتی بحران کا حل اسی الہی توازن کی طرف واپسی اور قدرتی نظام کے احترام میں مضمر ہے۔

آبی، فضائی اور زمینی نظامات میں تبدیلی کے اثرات

قرآن مجید میں کائنات کو ایک مربوط اور باہمی طور پر جڑے ہوئے نظام کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جس میں آبی، فضائی اور زمینی نظامات ایک دوسرے کے ساتھ ہم آہنگی میں کام کرتے ہیں۔ ان میں کسی بھی قسم کی خرابی یا عدم توازن پورے ماحولیاتی ڈھانچے کو متاثر کرتا ہے۔ جدید موسمیاتی تبدیلی انہی تین بنیادی نظامات میں انسانی مداخلت کے نتیجے میں پیدا ہونے والا عالمی بحران ہے، جو قرآن کے بیان کردہ فطری توازن سے انحراف کی واضح مثال ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ⁹

"خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کے اعمال کی وجہ سے۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ خشکی اور سمندر میں ظاہر ہونے والا فساد انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ ان کے مطابق جب انسان اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے تو اس کے اثرات صرف اخلاقی یا سماجی نہیں رہتے بلکہ فطری نظامات میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ امام ابن کثیر مزید وضاحت کرتے ہیں کہ بارشوں کی بے ترتیبی، دریاؤں کا خشک ہونا یا سیلاب کی شدت میں اضافہ، اور زمین کی زرخیزی میں کمی یہ سب اسی فساد کے آثار ہیں جو انسانی گناہوں اور زیادتیوں کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ آیت واضح کرتی ہے کہ آبی نظام، فضائی نظام اور زمینی نظام ایک دوسرے سے گہرے طور پر وابستہ ہیں۔ جب صنعتی آلودگی، جنگلات کی کٹائی اور کاربن کے اخراج میں اضافہ ہوتا ہے تو یہ تینوں نظام متاثر ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں بارشوں کا نظام بدل جاتا ہے، درجہ حرارت بڑھتا ہے اور زمین کی زرخیزی کم ہو جاتی ہے۔

یوں قرآن کا یہ تصور اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ماحولیاتی بحران کسی ایک نظام کا مسئلہ نہیں بلکہ پورے interconnected ecological system کی خرابی کا نتیجہ ہے۔ امام ابن کثیر کے مطابق خشکی اور سمندر میں فساد انسانی اعمال کے نتیجے میں پیدا ہونے والا ہمہ گیر ماحولیاتی انحطاط ہے۔

قرآن مجید آبی، فضائی اور زمینی نظامات کو ایک مربوط اکائی کے طور پر پیش کرتا ہے۔ امام ابن کثیر کی تفسیر کے مطابق ان نظامات میں پیدا ہونے والا فساد انسانی اعمال کا نتیجہ ہے۔ جدید موسمیاتی تبدیلی انہی نظامات کی خرابی کی عملی صورت ہے، لہذا ماحولیاتی تحفظ کے لیے ان تمام نظامات کے باہمی توازن کو برقرار رکھنا ناگزیر ہے۔

⁹ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظيم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1999ء، ج 3، ص 432

اسراف، تبذیر اور وسائل فطرت کا ضیاع

قرآن مجید انسانی معاشرت، معیشت اور فطری وسائل کے استعمال میں اعتدال کو بنیادی اصول کے طور پر پیش کرتا ہے۔ اسراف اور تبذیر صرف مالی یا اخلاقی خرابی نہیں بلکہ ماحولیاتی بگاڑ کا بھی ایک اہم سبب ہیں۔ جب انسان قدرتی وسائل کو ضرورت سے زیادہ یا غیر ذمہ دارانہ انداز میں استعمال کرتا ہے تو یہ رویہ زمین کے ماحولیاتی توازن کو متاثر کرتا ہے۔ جدید دور میں ماحولیاتی بحران بڑی حد تک اسی غیر متوازن اور فضول استعمال کا نتیجہ ہے۔

وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ

"اور کھاؤ اور پیو لیکن اسراف نہ کرو، بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"¹⁰

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اسراف سے مراد ہر وہ عمل ہے جس میں انسان حد اعتدال سے تجاوز کرے۔ ان کے مطابق یہ حکم صرف کھانے پینے تک محدود نہیں بلکہ ہر قسم کے وسائل کے استعمال پر لاگو ہوتا ہے، خواہ وہ مالی ہوں یا قدرتی۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو نعمتوں کے استعمال کی اجازت دی ہے، لیکن اس اجازت کے ساتھ اعتدال کی شرط بھی رکھی ہے۔ جب انسان اس شرط کو نظر انداز کرتا ہے تو وہ نہ صرف اخلاقی گناہ کا مرتکب ہوتا ہے بلکہ زمین کے نظام میں بھی بگاڑ پیدا کرتا ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں اسراف اور تبذیر کا تعلق براہ راست وسائل فطرت کے ضیاع سے ہے۔ پانی کا غیر ضروری استعمال، توانائی کا بے دریغ استعمال، اور خوراک کی فضول خرچی قدرتی وسائل پر دباؤ بڑھاتی ہے۔ یہی رویہ جنگلات کی کٹائی، آلودگی اور کاربن اخراج میں اضافے کا سبب بنتا ہے، جو بالآخر موسمیاتی تبدیلی کو جنم دیتا ہے۔ یوں یہ قرآنی اصول واضح کرتا ہے کہ پائیدار ماحولیاتی نظام صرف اسی وقت قائم ہو سکتا ہے جب انسان اسراف اور تبذیر سے اجتناب کرے اور وسائل کے استعمال میں اعتدال اختیار کرے۔ امام قرطبی کے مطابق اسراف ہر اس عمل کو شامل ہے جو وسائل کے استعمال میں حد اعتدال سے تجاوز کرے۔

قرآن مجید اسراف اور تبذیر کو نہ صرف اخلاقی خرابی بلکہ ماحولیاتی بگاڑ کا بنیادی سبب قرار دیتا ہے۔ امام قرطبی کی تفسیر کے مطابق وسائل کا غیر متوازن استعمال زمین کے نظام کو متاثر کرتا ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی رویے کا عالمی اظہار ہے، لہذا ماحولیات کے تحفظ کے لیے اعتدال، کفایت شعاری اور ذمہ دارانہ استعمال ناگزیر ہے۔

اسلامی ماحولیاتی اخلاقیات اور پالیسی اصول

اعتدال و میاندہ روی کا ماحولیاتی تصور

تعلیمات میں اعتدال اور میاندہ روی کو انسانی زندگی کے ہر شعبے میں بنیادی اصول کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ یہ اصول صرف عبادات یا اخلاقیات تک محدود نہیں بلکہ ماحولیاتی نظم و نسق اور قدرتی وسائل کے استعمال پر بھی پوری طرح لاگو ہوتا ہے۔ قرآن مجید انسان کو ایک ایسے طرز زندگی کی طرف رہنمائی کرتا ہے جو نہ افراط پر مبنی ہو اور نہ تفریط پر، بلکہ ایک متوازن اور پائیدار نظام حیات کو فروغ دے۔ جدید ماحولیاتی چیلنجز اسی وقت حل ہو سکتے ہیں جب انسان اس قرآنی اصول اعتدال کو عملی سطح پر اختیار کرے۔

وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا¹¹

"اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک درمیانی (متوازن) امت بنایا ہے۔"

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ "امت وسط" سے مراد وہ امت ہے جو ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک ہو اور عدل و اعتدال کے راستے پر قائم ہو۔ ان کے مطابق یہ وسطیت صرف عقائد یا عبادات تک محدود نہیں بلکہ انسانی زندگی کے تمام عملی شعبوں پر محیط ہے۔ یہ امت دیگر اقوام کے لیے ایک معیار اور گواہ کی حیثیت رکھتی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے اعمال اور رویے متوازن اور قابل تقلید ہونے چاہئیں۔ اس تصور کے مطابق انسان کو زمین پر ایک ایسا طرز عمل اختیار کرنا ہے جو نہ تو وسائل کے بے دریغ استعمال پر مبنی ہو اور نہ ہی مکمل ترک دینا پر۔

¹⁰ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، دارالکتب المصریہ، قاہرہ، مصر، 2003ء، ج7، ص146

¹¹ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دارالکتب الحدیث، قاہرہ، مصر، 2001ء، ج2، ص153

ماحولیاتی تناظر میں "امت وسط" کا تصور ایک مضبوط اخلاقی اور پالیسی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔ اس کے مطابق قدرتی وسائل کا استعمال نہ تو اس حد تک ہونا چاہیے کہ ماحول تباہ ہو جائے اور نہ اس حد تک کم کہ انسانی ضروریات متاثر ہوں۔ یہی توازن جدید تصور پائیدار ترقی کی بنیاد ہے، جو قرآن کے اصول و سطیبت سے مکمل ہم آہنگ ہے۔

یوں اسلامی ماحولیاتی اخلاقیات کا بنیادی ستون یہی اعتدال ہے جو انسان اور فطرت کے درمیان ہم آہنگی پیدا کرتا ہے۔ امام طبری کے مطابق "امت وسط" وہ اجتماعی کردار ہے جو افراط و تفریط سے پاک متوازن طرز زندگی کو ظاہر کرتا ہے۔ قرآن مجید کا اصول اعتدال انسانی زندگی کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی نظم کا بھی بنیادی ضابطہ ہے۔ امام طبری کی تفسیر کے مطابق امت مسلمہ کو ایک متوازن طرز عمل اختیار کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ یہ اصول جدید ماحولیاتی پالیسیوں اور پائیدار ترقی کے تصورات سے ہم آہنگ ہے، اور ماحولیاتی بحران کے حل کے لیے ایک مضبوط اخلاقی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

شکر گزاری اور نعمتِ الہی کا تحفظ

قرآن مجید میں شکر گزاری (شکر) کو نہ صرف ایک اخلاقی و روحانی فضیلت کے طور پر پیش کیا گیا ہے بلکہ اسے نعمتوں کے دوام اور تحفظ کی شرط بھی قرار دیا گیا ہے۔ اسلامی تصور کے مطابق قدرتی وسائل، ماحول اور فطری نظام اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمتیں ہیں جن کا درست استعمال، حفاظت اور بقا انسان کی ذمہ داری ہے۔ جب انسان شکر گزاری کے بجائے ناشکری اور اسراف کا رویہ اختیار کرتا ہے تو وہ ان نعمتوں کے زوال کا سبب بنتا ہے۔ یہی تصور جدید ماحولیاتی اخلاقیات میں "resource stewardship" کے اصول سے ہم آہنگ ہے۔

لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ¹²

"اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں مزید عطا کروں گا۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ شکر سے مراد صرف زبانی اظہار نہیں بلکہ نعمتوں کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرنا اور ان کا صحیح حق ادا کرنا ہے۔ ان کے مطابق شکر تین سطحوں پر مشتمل ہے: دل کا اعتراف، زبان کا اظہار اور اعضا کا عملی استعمال۔ جب انسان اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے تو یہ نعمتیں باقی رہتی ہیں اور ان میں اضافہ ہوتا ہے، جبکہ ناشکری ان کے زوال کا سبب بنتی ہے۔ اس تصور کو وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو یہ قدرتی وسائل اور ماحولیاتی نظام پر بھی لاگو ہوتا ہے۔

ماحولیاتی اعتبار سے پانی، ہوا، زمین، جنگلات اور حیاتیاتی تنوع اللہ کی نعمتیں ہیں۔ ان کا شکر یہ ہے کہ انسان انہیں اعتدال، احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ استعمال کرے۔ جب انسان ان وسائل کو غیر ذمہ دارانہ انداز میں ضائع کرتا ہے تو یہ ناشکری کے زمرے میں آتا ہے، جس کے نتیجے میں ماحولیاتی انحطاط، وسائل کی کمی اور موسمیاتی بحران پیدا ہوتے ہیں۔

یوں یہ قرآنی اصول واضح کرتا ہے کہ ماحولیاتی تحفظ دراصل شکر گزاری کا عملی اظہار ہے، اور شکر گزاری ایک ایسا اخلاقی نظام فراہم کرتی ہے جو قدرتی وسائل کے پائیدار استعمال کو یقینی بناتا ہے۔ امام قرطبی کے مطابق شکر نعمتوں کے دوام اور ان کے درست استعمال کا بنیادی ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں شکر گزاری صرف ایک روحانی عمل نہیں بلکہ ایک عملی ماحولیاتی اصول بھی ہے۔ امام قرطبی کی تفسیر کے مطابق نعمتوں کا صحیح استعمال اور ان کی حفاظت شکر کا لازمی حصہ ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب انسان ان نعمتوں کو ضائع کرتا ہے، لہذا ماحولیاتی تحفظ دراصل قرآنی تصور شکر کا عملی اظہار ہے۔

ماحولیاتی تحفظ بطور دینی و اخلاقی فریضہ

اسلامی تعلیمات میں انسان کو زمین کا خلیفہ اور امانت دار قرار دے کر اس پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ نہ صرف اپنے اخلاقی و روحانی فرائض ادا کرے بلکہ فطرت اور ماحول کی حفاظت بھی کرے۔ ماحولیاتی تحفظ کو اسلامی فکر میں ایک ثانوی یا اختیاری عمل کے طور پر نہیں بلکہ ایک دینی اور اخلاقی فریضے کے طور پر دیکھا جاتا ہے۔ اس تصور کے مطابق زمین کے وسائل، حیاتیاتی نظام اور قدرتی توازن کی حفاظت انسان کی عبادتی اور اخلاقی ذمہ داریوں کا حصہ ہے۔

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا¹³

"اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔"

¹² قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، مصر، 2003ء، ج9، ص312

¹³ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الکتب الحدیث، قاہرہ، مصر، 2001ء، ج8، ص117

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایک منظم، متوازن اور صالح نظام کے طور پر پیدا فرمایا ہے، اور انسان کو اس نظام کی حفاظت اور اصلاح کی ذمہ داری دی ہے۔ ان کے مطابق "فساد" سے مراد ہر وہ عمل ہے جو زمین کے نظام کو بگاڑ دے، خواہ وہ اخلاقی ہو، معاشی ہو یا ماحولیاتی۔ زمین کی اصلاح سے مراد اللہ کے مقرر کردہ قوانین فطرت کے مطابق اس کا نظم قائم رکھنا ہے۔ لہذا جب انسان ان قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ دراصل فساد فی الارض کا مرتکب ہوتا ہے۔

ماحولیاتی تناظر میں یہ آیت ایک واضح اخلاقی اصول فراہم کرتی ہے کہ ماحول کو نقصان پہنچانا صرف ایک سائنسی یا سماجی مسئلہ نہیں بلکہ ایک دینی خلاف ورزی بھی ہے۔ جنگلات کی کٹائی، آلودگی میں اضافہ، پانی اور ہوا کا غیر ذمہ دارانہ استعمال اسی فساد کی جدید شکلیں ہیں۔ اس لیے ماحولیاتی تحفظ کو محض حکومتی پالیسی نہیں بلکہ ایک دینی فریضہ سمجھنا ضروری ہے۔ یوں یہ قرآنی اصول انسان کو اس بات کی طرف متوجہ کرتا ہے کہ وہ زمین میں اصلاح قائم رکھے اور فساد سے بچنے کا پابند ہے، اور یہی ماحولیاتی اخلاقیات کی بنیادی اساس ہے۔ امام طبری کے مطابق زمین کی اصلاح کو برقرار رکھنا اور فساد سے بچنا انسان کی شرعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے۔

قرآن مجید ماحولیاتی تحفظ کو ایک دینی اور اخلاقی فریضہ قرار دیتا ہے۔ امام طبری کی تفسیر کے مطابق زمین کی اصلاح کو برقرار رکھنا اور فساد سے اجتناب کرنا انسان کی ذمہ داری ہے۔ جدید ماحولیاتی بحران اسی وقت حل ہو سکتا ہے جب اسے صرف سائنسی مسئلہ نہیں بلکہ دینی فریضہ سمجھ کر اجتماعی سطح پر اس پر عمل کیا جائے۔

معاصر ماحولیاتی بحران اور اسلامی حل

صنعتی آلودگی اور ماحولیاتی آلودگی کے اسباب

معاصر دور میں صنعتی ترقی نے جہاں انسانی سہولتوں اور معاشی نظام کو وسعت دی ہے، وہیں اس نے ماحولیاتی نظام کو شدید نقصان بھی پہنچایا ہے۔ صنعتی آلودگی دراصل فطری وسائل کے غیر متوازن استعمال، ٹیکنالوجی کے غیر ذمہ دارانہ اطلاق اور اخلاقی حدود کے فقدان کا نتیجہ ہے۔ قرآن مجید کے مطابق زمین میں ہر قسم کا فساد انسانی ہاتھوں کی کمائی ہے، جس کا اطلاق جدید ماحولیاتی بحران پر بھی ہوتا ہے۔

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ¹⁴

"خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہو گیا ہے، لوگوں کے اپنے ہاتھوں کے اعمال کی وجہ سے۔"

امام ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ خشکی اور سمندر میں ظاہر ہونے والا فساد انسان کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ ان کے مطابق جب انسان اللہ کی مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرتا ہے تو اس کے اثرات صرف اخلاقی دائرے تک محدود نہیں رہتے بلکہ پوری فطری دنیا کو متاثر کرتے ہیں۔ قحط، آفات، بارشوں کی بے ترتیبی اور وسائل کی کمی اسی انسانی فساد کا نتیجہ ہیں۔ اس تصور کو جدید صنعتی نظام پر منطبق کیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ فیکٹریوں کا دھواں، زہریلی گیسوں کا اخراج، پانی کی آلودگی اور مٹی کی خرابی اسی فساد کی جدید شکلیں ہیں۔

ماحولیاتی نقطہ نظر سے صنعتی آلودگی دراصل "anthropogenic impact" کا عملی اظہار ہے، جس میں انسان اپنی پیداوار اور ترقی کے لیے فطری نظام کو نقصان پہنچاتا ہے۔ قرآن کا یہ اصول اس بات کی طرف رہنمائی کرتا ہے کہ ترقی اس وقت تک قابل قبول نہیں جب تک وہ ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھے۔ امام ابن کثیر کے مطابق زمین میں فساد انسان کے ان اعمال کا نتیجہ ہے جو فطری حدود سے تجاوز کرتے ہیں۔ صنعتی آلودگی قرآن کے تصور فساد فی الارض کی ایک جدید شکل ہے۔ امام ابن کثیر کی تفسیر کے مطابق انسانی اعمال ہی ماحولیاتی بگاڑ کا بنیادی سبب ہیں۔ لہذا صنعتی ترقی کو اس وقت تک مثبت نہیں کہا جاسکتا جب تک وہ ماحولیاتی توازن کے اصولوں کے مطابق نہ ہو۔

جنگلات کی کٹائی اور ماحولیاتی نظام کا بگاڑ

جنگلات ماحولیاتی نظام کا ایک بنیادی ستون ہیں جو آکسیجن کی پیداوار، کاربن کے جذب، بارشوں کے نظام اور حیاتیاتی تنوع کے تحفظ میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تاہم جدید دور میں جنگلات کی بے دریغ کٹائی نے زمین کے ماحولیاتی توازن کو شدید خطرات سے دوچار کر دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں فطری وسائل کے تحفظ اور اسراف سے اجتناب کی واضح ہدایات موجود ہیں جو اس مسئلے کے حل کی بنیاد فراہم کرتی ہیں۔

وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ¹⁵

¹⁴ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1999ء، ج3، ص432

¹⁵ قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، مصر، 2003ء، ج7، ص146

"اور اسراف نہ کرو، بے شک اللہ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

امام قرطبی اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اسراف ہر اس عمل کو شامل ہے جس میں انسان حد اعتدال سے تجاوز کرے۔ ان کے مطابق یہ اصول صرف انفرادی استعمال تک محدود نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر قدرتی وسائل کے استعمال پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو زمین کی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہے، لیکن اس کے ساتھ اعتدال اور ذمہ داری کی شرط بھی رکھی ہے۔ جب انسان جنگلات کو بے رحمی سے کاٹتا ہے تو وہ اس اعتدال کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ماحولیاتی تناظر میں جنگلات کی کٹائی نہ صرف آکسیجن کے نظام کو متاثر کرتی ہے بلکہ بارشوں کے پیٹرن، زمین کی زرخیزی اور حیاتیاتی تنوع کو بھی نقصان پہنچاتی ہے۔ اس طرح یہ عمل "ecosystem imbalance" کا سبب بنتا ہے جو بالآخر موسمیاتی تبدیلی کو مزید شدید کر دیتا ہے۔ یوں قرآن کا تصور اسراف ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ قدرتی وسائل کا تحفظ محض ماحولیاتی ضرورت نہیں بلکہ ایک اخلاقی اور دینی ذمہ داری بھی ہے۔ امام قرطبی کے مطابق اسراف قدرتی وسائل کے ہر غیر متوازن اور غیر ذمہ دارانہ استعمال کو شامل ہے۔ جنگلات کی کٹائی قرآن کے اصول اسراف کی خلاف ورزی ہے۔ امام قرطبی کی تفسیر کے مطابق وسائل کا غیر متوازن استعمال ماحولیاتی بگاڑ کا سبب بنتا ہے۔ لہذا ماحولیاتی نظام کی حفاظت کے لیے جنگلات کا تحفظ اور ان کا پائیدار استعمال ناگزیر ہے۔

اسلامی ماحولیاتی پالیسی کا تصور اور اطلاق

اسلامی ماحولیاتی پالیسی ایک ایسا فکری و عملی فریم ورک ہے جو قرآن و سنت کی روشنی میں انسان، فطرت اور وسائل کے درمیان متوازن تعلق قائم کرتا ہے۔ اس تصور کے مطابق ریاستی، معاشرتی اور انفرادی سطح پر ایسے اصول اپنانا ضروری ہیں جو زمین کے ماحولیاتی نظام کو فساد سے محفوظ رکھیں اور اسے اصلاح و توازن کی طرف لے جائیں۔ اسلامی تعلیمات میں یہ اصول واضح طور پر موجود ہیں کہ زمین میں اصلاح قائم کرنا اور فساد سے بچنا ایک اجتماعی ذمہ داری ہے، جو پالیسی سازی کی بنیاد فراہم کرتا ہے۔

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا¹⁶

"اور زمین میں اس کی اصلاح کے بعد فساد نہ پھیلاؤ۔"

امام طبری اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو ایک منظم اور صالح نظام کے طور پر پیدا فرمایا ہے، اور انسان کو اس نظام کی حفاظت اور بقا کا ذمہ دار بنایا ہے۔ ان کے مطابق "فساد" ہر اس عمل کو کہا جاتا ہے جو زمین کے توازن، امن اور نظم کو خراب کرے۔ زمین کی اصلاح سے مراد اللہ کے مقرر کردہ قوانین فطرت کے مطابق زندگی گزارنا اور ان قوانین کی خلاف ورزی سے بچنا ہے۔ اس تصور کے مطابق انسان کی اجتماعی سرگرمیاں، معاشی پالیسیاں اور صنعتی فیصلے سب اس دائرے میں آتے ہیں۔

ماحولیاتی پالیسی کے تناظر میں یہ آیت ایک جامع اصول فراہم کرتی ہے جس کے مطابق ریاست کو ایسے قوانین وضع کرنے چاہئیں جو آلودگی کو کم کریں، قدرتی وسائل کے استعمال میں توازن قائم کریں اور ماحولیاتی نظام کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔ یہ اصول جدید "environmental governance" اور "sustainable development policy" کے ساتھ مکمل ہم آہنگ ہے۔

اسلامی ماحولیاتی پالیسی کا اطلاق صرف حکومتی سطح تک محدود نہیں بلکہ معاشرتی اور انفرادی رویوں تک پھیلا ہوا ہے۔ اس میں تعلیم، آگاہی، قانون سازی اور اخلاقی تربیت سب شامل ہیں، تاکہ ایک ایسا معاشرہ تشکیل دیا جاسکے جو فطرت کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔ امام طبری کے مطابق زمین کی اصلاح کو برقرار رکھنا اور فساد سے اجتناب کرنا ایک اجتماعی اور ہمہ گیر ذمہ داری ہے۔ اسلامی ماحولیاتی پالیسی قرآن کے اصول اصلاح و عدم فساد پر مبنی ایک جامع نظام ہے۔ امام طبری کی تفسیر کے مطابق زمین کی حفاظت اجتماعی ذمہ داری ہے۔ جدید دور میں ماحولیاتی مسائل کے حل کے لیے اسلامی اصولوں پر مبنی پالیسی سازی ناگزیر ہے، جو انسان اور فطرت کے درمیان توازن کو بحال کر سکتی ہے۔

¹⁶ طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الکتب الحدیث، قاہرہ، مصر، 2001ء، ج 8، ص 117

نتیجہ

1. قرآن مجید انسان اور کائنات کے تعلق کو محض مادی یا استعمالی نہیں بلکہ اخلاقی، ذمہ دارانہ اور امانت پر مبنی تعلق کے طور پر پیش کرتا ہے، جس کی بنیاد پر ماحول کی حفاظت ایک دینی فریضہ قرار پاتی ہے۔
2. قرآنی تصور "میزان" اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ کائنات ایک متوازن نظام پر قائم ہے، اور اس توازن میں کسی بھی قسم کی انسانی مداخلت ماحولیاتی بگاڑ اور موسمیاتی تبدیلی کا سبب بنتی ہے۔
3. "فساد فی الارض" کا قرآنی تصور جدید ماحولیاتی بحران کی واضح تعبیر پیش کرتا ہے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ زمین میں بگاڑ انسانی اعمال اور غیر ذمہ دارانہ رویوں کا نتیجہ ہے۔
4. قرآن مجید میں انسان کو "خلیفۃ الارض" اور "امین" کے طور پر پیش کیا گیا ہے، جو اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ انسان زمین کا مالک نہیں بلکہ اس کا ذمہ دار نگران ہے۔
5. قدرتی وسائل کے غیر متوازن استعمال، جسے قرآن "اسراف" اور "تنبذیر" قرار دیتا ہے، موجودہ ماحولیاتی انحطاط اور وسائل کی کمی کی بنیادی وجہ ہے۔
6. کلاسیکی تفاسیر (طبری، ابن کثیر، قرطبی) کے مطابق قرآنی احکامات صرف روحانی نہیں بلکہ عملی اور سماجی زندگی کے ساتھ ساتھ ماحولیاتی نظام پر بھی مکمل اطلاق رکھتے ہیں۔
7. صنعتی آلودگی، جنگلات کی کٹائی، آبی و فضائی آلودگی اور حیاتیاتی تنوع میں کمی کو قرآنی اصولِ فساد اور اسراف کے تناظر میں بخوبی سمجھا جاسکتا ہے۔
8. قرآن مجید کا ماحولیاتی فکری نظام جدید تصور "پائیدار ترقی" کے ساتھ مکمل ہم آہنگ ہے اور ایک متبادل اخلاقی فریم ورک فراہم کرتا ہے۔
9. ماحولیاتی بحران کا حل صرف سائنسی یا ٹیکنیکل اقدامات میں نہیں بلکہ انسانی اخلاقی اصلاح، دینی شعور اور قرآنی اصولوں کے نفاذ میں مضمر ہے۔
10. مجموعی طور پر تحقیق یہ ثابت کرتی ہے کہ قرآن مجید ایک جامع ماحولیاتی اخلاقی نظام فراہم کرتا ہے جو موجودہ عالمی ماحولیاتی چیلنجز کے لیے رہنمائی کا موثر ذریعہ بن سکتا ہے۔

سفارشات

1. ماحولیاتی تحفظ کے لیے قرآنی اصولوں جیسے میزان، امانت اور خلافت کو تعلیمی نصاب میں شامل کیا جائے تاکہ نئی نسل میں ماحولیاتی شعور کو دینی بنیادوں پر فروغ دیا جاسکے۔
2. مذہبی اداروں، مساجد اور خطبات جمعہ میں ماحولیاتی مسائل اور ان کے قرآنی حل کو باقاعدہ موضوع بنایا جائے تاکہ عوامی سطح پر آگاہی میں اضافہ ہو۔
3. حکومتوں کو چاہیے کہ وہ ماحولیاتی پالیسی سازی میں اسلامی اخلاقی اصولوں، خصوصاً اعتدال، اسراف سے بچاؤ اور فساد فی الارض کے تصورات کو بنیاد بنائیں۔
4. صنعتی شعبے میں ایسی پالیسی نافذ کی جائے جو آلودگی میں کمی، وسائل کے پائیدار استعمال اور ماحول دوست ٹیکنالوجی کے فروغ کو یقینی بنائے۔
5. جنگلات کے تحفظ اور شجر کاری کو قومی سطح پر ایک اخلاقی اور دینی فریضہ کے طور پر فروغ دیا جائے۔
6. پانی، توانائی اور دیگر قدرتی وسائل کے غیر ضروری استعمال کو روکنے کے لیے عوامی آگاہی مہمات شروع کی جائیں جو اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہوں۔
7. تعلیمی و تحقیقی اداروں میں "اسلامی ماحولیاتی اخلاقیات" پر مزید تحقیق کی حوصلہ افزائی کی جائے۔
8. ماحولیاتی قوانین کے نفاذ کو مضبوط بنایا جائے تاکہ صنعتی آلودگی اور قدرتی وسائل کے استحصال کو موثر طریقے سے روکا جاسکے۔
9. میڈیا کو استعمال کرتے ہوئے ماحولیاتی شعور کو اسلامی اخلاقی فریم ورک کے ساتھ جوڑا جائے تاکہ عوامی رویوں میں مثبت تبدیلی آئے۔
10. عالمی سطح پر ماحولیاتی مکالمے میں اسلامی نقطہ نظر کو موثر انداز میں پیش کیا جائے تاکہ عالمی پالیسی سازی میں توازن پیدا ہو سکے۔

خلاصہ

یہ تحقیقی مقالہ "قرآن مجید اور ماحولیاتی بحران: موسمیاتی تبدیلی کے تناظر میں قرآنی تعلیمات کا تجزیاتی جائزہ" اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ قرآن مجید ایک جامع ماحولیاتی اخلاقی نظام پیش کرتا ہے جو انسان، فطرت اور کائنات کے درمیان متوازن تعلق کو بنیادی اہمیت دیتا ہے۔ قرآن کے بنیادی تصورات جیسے میزان، فساد فی الارض، خلافتِ انسانی، امانت اور اسراف واضح کرتے ہیں کہ انسان زمین کا مالک نہیں بلکہ اس کا ذمہ دار نگران اور امین ہے، جس پر قدرتی وسائل کے تحفظ اور ان کے متوازن

استعمال کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ موجودہ ماحولیاتی بحران اور موسمیاتی تبدیلی بنیادی طور پر انسانی رویوں میں عدم اعتدال، وسائل کے غیر ذمہ دارانہ استعمال اور فطری نظام میں مداخلت کا نتیجہ ہیں، جسے قرآن مجید "فساد" اور "اسراف" کے تصورات کے ذریعے بیان کرتا ہے۔ صنعتی آلودگی، جنگلات کی کٹائی، پانی اور ہوا کی خرابی اور ماحولیاتی عدم توازن اسی فکری اور عملی انحراف کی جدید صورتیں ہیں۔ کلاسیکی تفسیری مصادر کی روشنی میں یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ قرآن مجید کی تعلیمات محض روحانی یا اخلاقی ہدایات تک محدود نہیں بلکہ عملی زندگی، معاشرتی نظام اور ماحولیاتی نظم و نسق کے لیے ایک مکمل رہنمائی فراہم کرتی ہیں۔ اس تناظر میں اسلامی ماحولیاتی اخلاقیات جدید ماحولیاتی سائنس کے ساتھ ہم آہنگ ایک مضبوط فکری متبادل پیش کرتی ہیں۔ ماحولیاتی بحران کا پائیدار حل صرف تکنیکی یا سائنسی اقدامات میں نہیں بلکہ انسانی اخلاقی اصلاح، دینی شعور کی بیداری اور قرآنی اصولوں کے عملی نفاذ میں مضمر ہے، جو انسان اور فطرت کے درمیان کھویا ہوا توازن دوبارہ قائم کر سکتے ہیں۔

مصادر و مراجع

1. القرآن الکریم
2. ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 1999ء
3. طبری، محمد بن جریر، جامع البیان عن تأویل آی القرآن، دار الکتب الحدیثہ، قاہرہ، مصر، 2001ء
4. قرطبی، محمد بن احمد، الجامع لأحكام القرآن، دار الکتب المصریہ، قاہرہ، مصر، 2003ء
5. زنجشیری، محمود بن عمر، الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2002ء
6. رازی، فخر الدین، مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر)، دار احیاء التراث العربی، بیروت، لبنان، 2000ء
7. ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، مجموع الفتاوی، مجمع الملک فہد، المدینہ المنورہ، 2005ء
8. ابن القیم، محمد بن ابی بکر، مفتاح دار السعادة، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2004ء
9. شاطبی، ابراہیم بن موسی، الموافقات فی اصول الشریعہ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2003ء
10. بیضاوی، عبد اللہ بن عمر، انوار التنزیل و اسرار التأویل، دار الکتب العلمیہ، بیروت، لبنان، 2001ء
11. سید قطب، فی ظلال القرآن، دار الشروق، قاہرہ، مصر، 2005ء
12. ندوۃ العلماء، اسلام اور ماحولیات (مقالات و تحقیقات)، لکھنؤ، بھارت، 2010ء

Bibliography

1. The Holy Qur'an
2. Ibn Kathir, Ismail ibn Umar, Tafsir al-Qur'an al-Azim, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon, 1999.
3. Al-Tabari, Muhammad ibn Jarir, Jami' al-Bayan fi Ta'wil Ay al-Qur'an, Dar al-Kutub al-Hadithah, Cairo, Egypt, 2001.
4. Al-Qurtubi, Muhammad ibn Ahmad, Al-Jami' li Ahkam al-Qur'an, Dar al-Kutub al-Misriyyah, Cairo, Egypt, 2003.
5. Al-Zamakhshari, Mahmud ibn Umar, Al-Kashshaf 'an Haqa'iq Ghawamid al-Tanzil, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon.
6. Fakhr al-Din al-Razi, Mafatih al-Ghayb (Tafsir al-Kabir), Dar Ihya al-Turath al-Arabi, Beirut, Lebanon.
7. Ibn Taymiyyah, Ahmad ibn Abd al-Halim, Majmu' al-Fatawa, King Fahd Complex for the Printing of the Holy Qur'an, Madinah, Saudi Arabia.
8. Ibn Qayyim al-Jawziyyah, Muhammad ibn Abi Bakr, Miftah Dar al-Sa'adah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon.
9. Al-Shatibi, Ibrahim ibn Musa, Al-Muwafaqat fi Usul al-Shari'ah, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon.

10. Al-Baydawi, Abdullah ibn Umar, *Anwar al-Tanzil wa Asrar al-Ta'wil*, Dar al-Kutub al-Ilmiyyah, Beirut, Lebanon.
11. Sayyid Qutb, *Fi Zilal al-Qur'an*, Dar al-Shuruq, Cairo, Egypt.
12. *Islamic Environmental Studies, Islam and Environment: Research Papers and Articles*, Nadwatul Ulama, Lucknow, India.
13. United Nations Environment Programme (UNEP), *Global Environmental Reports, 2020*.
14. Intergovernmental Panel on Climate Change (IPCC), *Assessment Reports on Climate Change, 2021*.
15. World Bank, *Climate Change and Development Reports, 2019*.